QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

ردّالحاد: بدیع الزماں سعید نورسی کا منہج

Countering Atheism: An Analytical Study of Bediuzzaman Said Nursi's Methodology

1. Eman Fatima
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.
Email: fatimaattaria6392@gmail.com
2. Dr. Muhammad Rizwan Mahmood
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.
Email: rizwan.mahmood@riphahfsd.edu.pk

Abstract

The resurgence of atheistic thought in the modern era, fueled by scientific materialism, secularism, and philosophical skepticism, has posed significant intellectual and theological challenges to religious belief. Among the prominent Muslim scholars who addressed these challenges, Bediuzzaman Said Nursi (1877–1960) developed a distinctive methodology that combined rational inquiry, Qur'anic exegesis, and spiritual insight to defend faith against atheistic arguments. This paper examines Nursi's approach to refuting atheism, with reference to his monumental work, Risale-i Nur. Employing a qualitative and analytical methodology, the study explores the epistemological foundations of Nursi's thought and his use of reason (ʿaql), observation of the natural world, and Qur'anic evidence in affirming the existence and unity of God. Rather than relying on polemics, Nursi presents a constructive and persuasive discourse that harmonizes revelation with rational reflection and scientific observation. His method addresses existential questions concerning creation, purpose, morality, and human consciousness while critically engaging with the assumptions of materialism and naturalism. The paper argues that Nursi's methodology remains highly relevant in the contemporary intellectual landscape, where religious belief is increasingly challenged by secular worldviews and digital dissemination of atheistic narratives. His integrative approach provides a meaningful framework for dialogue between faith and reason and offers valuable pedagogical insights for contemporary Islamic theology and religious education. By highlighting the enduring significance of Nursi's intellectual legacy, this study contributes to current discussions on Islamic responses to atheism and the renewal of rational religious discourse in the twenty-first century.

Key words: *Bediuzzaman Said Nursi, Atheism, Risale-i Nur, Islamic Theology, Faith and Reason, Materialism, Qur'anic Exegesis*

الحاد کی تاریخ پر غور کیا جائے تو الحاد کوئی جدید نظریہ نہیں بلکہ اس کی اساس قدیم یونانی ورومی دور میں ملتی ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی بعض فلاسفہ الحاد کے قائل تھے لیکن اس معاملے میں خدا کے وجود کا مطلقاً انکار بہت کم کیا گیا۔ اگرچہ بدھ مت میں خدا کا تصور نہیں پایا جاتا تھا لیکن یہ لوگ دیوتاؤں پر یقین رکھتے تھے۔ بدھ مت کے حاملین کے علاوہ چند فلاسفرز نے ہی خدا کا انکار کیا ہے۔ لیکن اسے باقاعدہ عقیدہ کے طور پر شہرت و مقبولیت نہیں حاصل ہوئی اور لوگوں کی طرف سے ان فلاسفرز کا رد کیا گیا۔ الحاد جدید دور میں منظم فکر کی

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

حیثیت سے رائج ہوا۔[1] سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ترکی میں مصطفیٰ کمال پاشا کی حکومت میں ترکی کو اسلامی خطوط سے بلکل خالی کر دیا گیا۔ سیکولر حکومت نے مسجدوں کو تالے لگا دیے۔ آیا صوفیہ کو میوزیم بنا دیا گیا۔ ہر دینی رجحان کی سختی سے مخالفت کی اور ہر قسم کی مذہبی گفتگو پر پابندی لگا دی گئی۔ ہجری تقویم کو ختم کر کے مغربی تقویم کو رواج دیا گیا۔ اللہ کے نام کی جگہ اپنے عزت و شرف کی قسم کھانے لگے۔ قرآن کے عربی رسم الخط پر پابندی لگا دی گئی۔ آخری نبی محمد عربی ﷺ کی ذاتِ اقدس پر الزامات عائد کر کے اسلام کی تعلیمات کو بے بنیاد کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ان جھوٹے الزامات کی اسلام کی مستند تاریخ میں کوئی حیثیت نہیں تھی۔ جس کے سبب اس طریقہ سے مسلمانوں کو اسلام و قرآن سے دور نہ کیا جا سکا۔ لہٰذا مصطفیٰ کمال پاشا نے ایسے تعلیمی ادارے تشکیل دیے جس میں نوجوانوں کی نظر میں سائنسی و سیکولر تعلیم کے ذریعے قرآن کی تعلیمات کو بے وقعت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ تاکہ آنے والے وقت میں وہ خود ہی قرآن کا انکار کر دیں اور فقط سائنسدانوں کے عقل پر مبنی نظریات کو ترجیح دیں۔[2] اس سیکولر تحریک میں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور الحادی نظریات کے رد کے لیے بدیع الزماں سعید نورسی نے قرآن کی تعلیمات کو رسائلِ نور کی تصنیف کی صورت میں پیش کیا۔ جس میں اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت کو ثابت کرنے والے اور الحادی نظریات کارد کرنے والے قرآنی دلائل کو مسلمانوں کے سامنے بیان کیا۔ بدیع الزماں سعید نورسی 1873ء میں ترکی کے گاؤں "نورس" میں پیدا ہوئے، غیر معمولی ذہانت اور حافظے کے باعث کم عمری میں ہی "بدیع الزماں" کا لقب پایا اور دینی و جدید علوم دونوں میں کمال حاصل کیا۔ آپ نے علمِ کلام کو جدید انداز میں پیش کرنے کے لیے 130 رسائل پر مشتمل "رسائلِ نور" تصنیف کیے، جو بعد میں اسلامی فکر کی تجدید کا اہم ذریعہ بنے۔[3] سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کشی کے باوجود سیکولر ترک حکومت نے آپ کو بار بار جلاوطن اور قید کیا (بارلا، اسکی شہر، قسطمونو، دنیزلی، افیون وغیرہ)، جہاں سخت مشکلات کے باوجود آپ نے تصنیف و تدریس جاری رکھی۔ 23 مارچ 1960ء کو "اورفا" میں وفات پائی اور وہیں سپردِ خاک ہوئے[4]، جبکہ ان کے "طلابِ نور" نے ان کا مشن آگے بڑھایا۔

الحاد: لغوی معنی

الحاد 'لحد سے مشتق ہے اس کا مجرد مادہ ل، ح، د ہے جس کا معنی میانہ روی سے ہٹنا، مذہب پر طعن کرنا، حق سے منحرف ہونا اور دین میں بے بنیاد باتیں داخل کرنا ہے۔ اسی سے ملحد ماخوذ ہے بمعنی دین سے منحرف اور طعنہ زنی کرنے والا۔ الحاد 'کفر اور بے دینی ہے۔[5] جیسے عربی محاورہ ہے "الحد فلان ای مال عن الحق" فلاں نے الحاد کیا یعنی حق سے روگردانی کی۔ اسی لیے قبر کا وہ گڑھا جو درمیان سے ایک طرف ہٹا ہوا ہوتا ہے کے لیے لحد کا لفظ مستعمل ہے۔[6]

---

[1] حافظ محمد شارق، الحاد ایک تعارف، دار المعارف، لاہور، 2017، ص 96

[2] علامہ محمد ظفر اقبال کلیار، سلطنتِ عثمانیہ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 2016، ص 518 تا 521

[3] محمد اختر، ڈاکٹر خالد محمود عارف، سعید نورسی کا تفسیری منہج: تجزیاتی مطالعہ، آلاثار، 1، 7(2026)، 775-798

[4] طلابِ نور، بدیع الزماں سعید نورسی حیات و واقعات، بیت السلام پرنٹنگ پریس، لاہور، 2019ء، ص 51 تا 56

[5] احمد حسن زیات، حامد عبد القادر، محمد علی النجار، المعجم الوسیط (مترجم)، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، ص 1012

[6] ابی القاسم الحسین بن محمد راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، مکتبہ مصطفیٰ الباز، لاہور، س ن، ص 577

اصطلاحی معنی

الحاد فی الدین سے مراد ایک قادرِ مطلق ہستی کا انکار ہے چاہے وہ ایک واحد ہستی کی صورت میں مانا جائے یا متعدد دیوتاؤں کی صورت میں۔ عرف میں بھی اس نقطہ نظر کے حامل کو "ملحد" کہا جاتا ہے۔ لفظِ الحاد کو دو معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لسان العرب میں ابن منظور فرماتے ہیں:

"الملحدالعادل عن الحق المدخل فيه ما ليس فيه،يقال قد الحد فی الدين و لحد،ای حاد عنه"[1]

مُلحد وہ ہے جو حق سے پھر جائے اور اس میں ایسی چیزیں داخل کر دے جو اس کا حصہ نہ ہوں۔ کہا جاتا ہے: اَلْحَدَ فِي الدِّينِ وَلَحَدَ، یعنی وہ دین سے پھر گیا اور منحرف ہو گیا۔

مذکورہ اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ ملحد صرف وہی نہیں جو خدا کا انکار کرے، بلکہ وہ بھی ہے جو حق کا راستہ چھوڑ کر کجی یا ظلم کی طرف مائل ہو جائے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت تین عقائد یعنی توحید، نبوّت و رسالت اور آخرت پر مشتمل تھی۔ یہ عقائد آپس میں اس طرح مربوط ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کا انکار باقی دو کو غیر مؤثر کر دیتا ہے۔ لہٰذا ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا "الحاد" کہلائے گا۔ ابنِ منظور آفریقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"الالحاد الشک فی الله" [2]

"الحاد سے مراد اللہ کی ذات میں شک کرنا ہے۔"

المعجم الفلسفی میں ہے:

"الالحاد هو مذهب فلسفي يقوم على انكار وجود الله سبحانه وتعالى ،و يذهب الى ان الكون بلا خالق"[3]

"الحاد ایک ایسا فلسفیانہ مذہب (نظریہ) ہے جس کی بنیاد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وجود کے انکار پر ہے، اور یہ اس بات کی طرف جاتا ہے (اس کا ماننا ہے) کہ یہ کائنات بغیر کسی خالق کے ہے۔"

دورِ جدید میں الحاد کی اصطلاح خدا کے انکار کے لیے مستعمل ہے۔ کیونکہ خدا کا انکار کرنے والا خدا کی ذات کے ساتھ خدا کی صفات و احکامات کا بھی منکر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے وجود کی نفی کرتا اور مرنے کے بعد کسی بھی زندگی کے پائے جانے کا قائل نہیں اسلئے الحاد کی اصطلاح کا اصل معنی "خدا کا انکار" ہے جبکہ باقی چیزوں کا انکار اسی ایک انکار کے ساتھ ملحق ہے۔

قرآن اور ردّ الحاد

قرآن کریم اللہ عزوجل کی پہچان کا سرچشمہ اور واضح بیان ہے۔ جو دلائلِ عقلیہ کے ساتھ خالق کی طرف راہ نمائی کرتا اور خدا کے انکار کا سبب بننے والے عناصر کارد کرتا ہے۔ قرآن انسان کو محض تقلید کی دعوت نہیں دیتا بلکہ تخلیق، نظم اور کمالِ موجودات پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ نزولِ قرآن کے ابتدائی ادوار میں بھی خالق کا انکار، آخرت کو محال، اور انسانی وجود کو محض مادی عوامل کا نتیجہ کہا

[1] ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن علی بن منظور الافریقی، لسان العرب، ج5، ص4005

[2] ایضاً

[3] مصطفی حسیبہ، المعجم الفلسفی، دار اسامۃ، اردن، 2009ء، ص84

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

گیا۔ قرآن میں ان تمام افکار کا فطرت اور کائنات کی نشانیوں کو بطورِ دلیلِ خالق پیش کر کے الحاد کا عقلی رد کیا گیا ہے۔اور الحادی نظریات کو کفر، جحود،انکار البعث اور الدھریہ وغیرہ اسماء سے تعبیر کیا گیا ہے۔نزولِ قرآن کے دور میں خدا کے منکرین کے لیے ملحدین کی اصطلاح مستعمل نہیں تھی کیونکہ اس دور میں زیادہ تر لوگ مشرک تھے جبکہ مکہ کے اطراف میں دہریہ کا تصور تھا جو زمانہ کو مؤثر مانتے تھے۔[1] قرآن کا اسلوبِ ردالحاد ایک جامع، کثیر الجہات اور فطرت پسندانہ استدلال کا نمونہ ہے۔قرآن میں پانچ(5)طرح کے دلائل سے الحادی افکار کا رد ملتا ہے:

(1)ردِّعدمیت

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:"اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ"[2](کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں)۔

اس آیت میں مخلوق کے وجود کی دو ممکنہ صورتیں بیان کی گئی ہیں: یا تو وہ خود بخود وجود میں آئی، یا انہوں نے خود کو پیدا کیا۔ دونوں صورتیں عقلاً محال ہیں۔عدم سے وجود کا نکلنا عقل کے بنیادی اصول "ہر مصنوع کے لیے صانع کا ہونا ضروری ہے"[3] کے خلاف ہے، اور مخلوق کا اپنے وجود سے پہلے خود کو پیدا کرنا بھی ناممکن ہے۔

(2)ردِّمادیت وطبیعیت پرستی

قرآن نے ارشاد فرمایا:"مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ"[4](اے بندے!)تو رحمٰن کے بنانے میں کوئی فرق نہیں دیکھے گا)۔
مادہ محتاج، محدود اور بے شعور ہے، اس لیے کائنات کی تخلیق و تدبیر کا سبب نہیں بن سکتا۔کائنات کا باضابطہ اور مربوط نظام "اتفاقیت" کی نفی کرتا ہے۔نیز آیت" اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا-"[5](کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں کھول دیا) سے کائنات کے غیر ازلی ہونے کا ثبوت ملتا ہے، جو یہ واضح کرتا ہے کہ مادہ کائنات کی حتمی حقیقت نہیں۔

(3)ردِّدہریت

دہریوں کا کہنا ہے کہ زمانہ ہی سب کچھ کرتا ہے۔قرآن نے فرمایا:" وَ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ"[6]یہ محض گمان ہے، علم نہیں۔حدیثِ قدسی میں اللہ عزوجل نے فرمایا"میں خالقِ دہر ہوں، میرے ہی ہاتھ میں رات اور دن کی گردش ہے"[7]یعنی زمانہ خود مؤثر نہیں بلکہ اس میں واقعات اللہ کی مشیت سے رونما ہوتے ہیں۔

---

[1] صفی الرحمن، الرحیق المختوم(مترجم)،المکتبۃ السلفیہ،لاہور،2000ء،ص67

[2] الطور:35

[3] محمد بن احمد محمد بن جزی الکلبی المالکی،النور المبین فی قواعد عقائد الدین، ص21

[4] الملک:3

[5] الانبیاء:30

[6] الجاثیہ:24

[7] مسلم بن حجاج،الجامع الصحیح المسلم، رقم الحدیث:2246

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

(4)ردِّ احتجاج (مسئلۂ شر)

ملحدین کہتے ہیں کہ دنیا میں تکالیف کا وجود خدا کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ نے فرمایا:"عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ"[1](اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں ناپسند ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو)۔

انسانی پسند و ناپسند حق و باطل کا معیار نہیں۔ انسان فقط حال کا ادراک کر سکتا ہے جبکہ اللہ عزوجل اس کے آنے والے معاملات کو بہتر جانتا ہے جس کے سبب اسے دنیا میں مختلف کیفیات میں رکھتا ہے۔ جیسے بچہ کڑوی دوا کو ناپسند کرتا ہے مگر وہ اس کے لیے خیر ہوتی ہے، اسی طرح کائنات کا نظام انسانی ادراک پر نہیں بلکہ اللہ کے علمِ کامل پر مبنی ہے۔

(5)ردِّ تسلسل

مادہ پرست کہتے ہیں کہ اسباب کا سلسلہ لامتناہی ہے اور کسی خالق کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے فرمایا:"اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ"[2]خلق اور امر دونوں اسی کے ہیں۔ اس آیت میں دو مختلف جہتوں سے تسلسل کا رد ہے۔ خلق 'جس سے مادے کی تخلیق کی طرف اشارہ ہے۔ اور امر جس سے مراد اللہ کا وہ "حکم "یا"ارادہ "ہے جو کسی مادی سبب کا محتاج نہیں۔ یعنی کائنات صرف مادی اسباب کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے ایک ایسی قدرتِ منشاء ہے جو خود کسی دوسرے سبب کی محتاج نہیں۔ تسلسل میں ہر چیز کا "مخلوق "ہونا ثابت ہے۔ جبکہ عقل ایسے نقطۂ آغاز کا تقاضہ کرتی ہے جہاں سے مخلوق شروع ہو۔ جبکہ تسلسل آغاز کی ہی نفی کر دیتا ہے اور اس طرح کائنات کا کبھی وجود میں نہ آنا ثابت ہوتا ہے۔ اسلئے ان تمام اشیاء کی ابتداء کے لیے واجب الوجود کا ہونا ضروری ہے جو ان وسیلوں اور تسلسل کا محتاج نہ ہو۔"هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ"[3]اللہ ہی اول و آخر ہے۔ اس آیت میں خدا کے اول و آخر ہونے کا تصور یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ عزوجل اول ہے جس نے کائنات کا آغاز کیا۔ اور آخر سے مراد یہ کہ کائنات مسلسل بے مقصد نہیں چلے گی بلکہ اس کی انتہاء ہے۔ جبکہ نظریۂ تسلسل مسلسل اور لامتناہی دنیا کا تقاضہ کرتا ہے۔

بدیع الزماں سعید نورسی کا منہج

ردّ الحاد میں بدیع الزماں سعید نورسی نے روایتی ابحاث کے قطع نظر مشاہداتی منہج اختیار کیا ہے۔ آپ نے خدا کا انکار کرنے والوں کو کائنات میں غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے کائنات کو کتاب سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح کتاب 'لکھنے والے کا پتہ دیتی ہے اسی طرح یہ کائنات اور اس کے اصول و قوانین صانع والٰہ کا پتہ دیتے ہیں۔ آپ نے الحاد کے رد میں دیگر رسائل سے کچھ منفرد انداز اپنایا ہے۔ خدا کے انکار کا تعلق نیچر سے جوڑنے والوں کا واضح اور قطعی دلائل و براہین کے ساتھ رد کیا ہے۔ کائنات کے ہر ذرے کی حقیقت کے ذریعے ملحد کو مادی دنیا سے خالق کا ثبوت دیتے ہیں۔ آپ نے خدا تک پہنچنے کے لیے چار راستوں کو واضح کرتے ہوئے "تفکر "کو سب سے بڑھ کر اہمیت دی ہے۔ آپ سائنسی حقائق کو الحاد کے رد کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ آپ نے اصول و قوانین کی پابندیوں اور آزادی میں گزرنے والی زندگی کی سہولت و مشکلات کو بیان کیا ہے۔ جس کے ذریعے ملحدین کی آزاد خیالی کا رد ہوتا ہے۔ بدیع الزماں

---

[1] البقرۃ:216

[2] الاعراف:54

[3] الحدید:3

سعید نورسی نے الحاد کی بنیاد بننے والے نظریات کا قرآنی آیات کی تشریح وتوضیح کے ذریعے اصلاحی و دعوتی انداز میں رد فرمایا ہے۔ اور ملحدین کے اعتراضات کے جوابات کو منطقی استدلال کے ذریعے بیان کیا ہے۔ آپ کے رد الحاد پر دلائل کی پانچ(3)اقسام ہیں:

ملحدین کے دلائل کی بنیاد:

بدیع الزماں سعید نورسی نے ملحدین کے مسلک کی حقیقت، ان کے مسلک کی عقل کے معیاروں سے دوری اور ان کے اوہام وخرافات کو ذکر کر کے نو پہلوؤں سے ان کے نظریات کے محال ہونے کو واضح کیا ہے۔ ان مشہور سائنس دانوں کے اپنے نظریہ کی خرافات پر مطمئن ہونے کی وجہ دلائل کے مفاسد اور ناممکنات و محالات کا ادراک نہ کرنا ہے۔ آپ نے انہی "مفاسدِ دلائل" اور "ناممکنات" و "محالات" کو بیان کر کے الحادی نظریات کا رد کیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ"[1]

"ان کے رسولوں نے فرمایا: کیا اس اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے"۔

اس آیت مبارکہ میں خدا کے انکار پر سائنسی دلائل دینے والے ملحدین کا رد ہے کہ جب اللہ کے وجود پر عقلی دلیلیں انتہائی ظاہر ہیں تو تم کائنات میں غور وفکر کے ذریعے خدا کا ادراک کیوں نہیں کرتے۔ بدیع الزماں سعید نورسی نے اس آیتِ مبارکہ کو ملحدین کے خلاف ایک بدیہی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "یہ آیتِ مبارکہ استفہامِ انکاری کے ذریعے 'اللہ کے بارے میں تو کسی شک کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی شک ہونا چاہیے' کہتے ہوئے یہ بتاتی ہے کہ اللہ تعالی کا وجود اور اس کی وحدانیت بدیہی ہے"۔[2] بدیع الزماں سعید نورسی نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ملحدین کے درج ذیل تین بنیادی نظریات کے محالات کو بیان کر کے ان کا رد کیا ہے:

* کسی چیز کے بارے میں کہنا "اسے اسباب نے ایجاد کیا ہے"۔
* یہ کہنا کہ "یہ خود بخود شکل پذیر ہو رہی ہے"۔
* یہ کہنا کہ "یہ چیز طبعی ہے اور طبیعت ہی اسے اپنے تقاضے کے مطابق ایجاد کر رہی ہے"۔

بدیع الزمان سعید نورسی نے مخلوق کی پیدائش کے مذکورہ تین راستوں کے علاوہ چوتھے راستے کا ذکر کیا ہے کہ "یا انسان یہ کہے گا کہ اسے صاحبِ قدرت وجلال کی قدرت وجود میں لا رہی ہے"۔ ان چار راستوں کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور پہلے تین راستوں کا "محالات" سے ہونا ثابت کر دیا جائے تو بغیر کسی تردد کے قطعی اور بدیہی طور پر چوتھا راستہ صحیح ثابت ہو جائے گا۔ آپ نے پہلے راستے میں "محالات" کا ذکر کیا ہے:

(1)مادیت پرستی کا ردّ:

بدیع الزماں سعید نورسی فرماتے ہیں کہ ملحدین کا چیزوں کی تخلیق کی نسبت مادہ کی طرف کرنا تین محالات پر مشتمل ہے:

1) ہر ذی حیات ایک زندگی پر مشتمل مواد کا مرکب ہے، اور ہر پودا زندگی سے لبریز ایسے تریاق کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو

---

[1] ابراھیم:10

[2] بدیع الزماں سعید نورسی، لمعات، بیت السلام پرنٹنگ پریس، لاہور، 2019ء، ص277

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

مختلف اجزاء، متباین مواد کے انتہائی حساس اور دقیق وزنوں اور مقداروں کا مرکب ہے۔ اسلئے اس خوبصورت اور انوکھی مخلوق کو مادی اسباب اور عناصر کی طرف منسوب کرنا اور کہنا: 'اسے اسباب نے ایجاد کیا ہے'، باطل، غلط، ناممکن اور عقل کے پیمانوں سے سو گنا دور ہے، بلکل ایسے جیسے کیمیکل کی بوتلوں سے مختلف مادے نکلنے کے بعد ان کا مخصوص مقداروں کے حساب سے آپس میں مل کر ایک زندگی سے بھرپور اور حیات بخش معجون کا بن جانا ممکن ہے۔[1]

اس اقتباس میں بدیع الزماں سعید نورسی نے دنیا کے دھماکے سے وجود میں آنے کا رد کیا ہے۔ کیونکہ دنیا ایک اتفاقی عمل نہیں ہے اور نہ ہی کوئی حادثاتی وجود ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کائنات کی تخلیق کو بیان کرتے ہیں:

"اللہ نے اس کائنات کو انواع واقسام کی صورت میں پیدا کیا ہے، کچھ چیزوں کو جنس بنایا ہے اور کچھ چیزوں کو نوع، جو عام ہیں وہ جنس ہیں اور جو خاص ہیں وہ نوع۔"[2]

مادیت پرستی اور الحادی نظریات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کائنات کا آغاز ایک سادہ مادی اکائی سے ہوا جس نے محض اتفاق اور وقت کے ساتھ پیچیدہ صورتیں اختیار کر لیں۔ لیکن یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ کائنات میں اشیاء کا انواع واقسام کی صورت میں موجود ہونا اور پھر ان کا جنس اور نوع کی منظم درجہ بندی میں تقسیم ہونا، ایک ایسی قصداً ڈیزائن سازی کی دلیل ہے جو محض ایک بے جان دھماکے یا مادہ کے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر کائنات مادی اسباب کے تحت محض "اتفاق" سے بنی ہوتی، تو اس میں ایسی منطقی اور علمی تقسیم (جیسے عام اور خاص کا فرق) نہ ہوتی۔ اجزاء کا ایک خاص ترتیب سے "جنس" بننا اور پھر مخصوص خصوصیات کے ساتھ "نوع" میں ڈھلنا یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کے پیچھے ایک "علیم وقدیر" ذات کا ارادہ کام کر رہا ہے جس نے ہر چیز کو ایک خاص سانچے اور مقصد کے لیے تخلیق کیا ہے۔ یوں یہ درجہ بندی ثابت کرتی ہے کہ مادہ خود خالق نہیں بلکہ ایک نقشہ ہے جس پر کسی حکیم صانع نے رنگ بھرا ہے۔

2) چیزوں کی تخلیق کو مادی اسباب کی طرف منسوب کرنے سے کائنات کے بہت سارے عناصر اور اسباب کا ہر ذی حیات کے وجود میں دخل انداز ہونا لازم آتا ہے جبکہ ان متباین اور متضاد اسباب کا آپس میں کسی چھوٹی سے مخلوق (مکھی وغیرہ) میں نظم اور انتہائی پیچیدہ پیمانوں کے مطابق اکٹھا ہو جانا اتنا محال ہے کہ جس کے پاس مکھی کے پر برابر عقل ہو وہ اس کا انکار کرے گا"۔ کیونکہ اگر مادی عناصر کو اس کا خالق کہا جائے تو تخلیق کے وقت ان سب کا مکھی کے ارد گرد جمع ہونا اور اس کے جسم میں داخل ہونا لازم آتا ہے بلکہ یہ لازم آتا ہے کہ یہ مکھی کے چھوٹے سے نمونے یعنی آنکھ کے ہر خلیہ میں داخل ہوں کیونکہ مادی اسباب ان سے پیدا ہونے والی چیز کے قریب اور داخل ہونے کا تقاضہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ان تمام عناصر کا ایک ایسے حصے میں داخل ہونا ماننا پڑے گا جو دو مکھیوں کی سوئی سے باریک انگلیوں کے برابر بھی نہیں اور یہ محال ہے۔[3]

بدیع الزماں سعید نورسی کا یہ استدلال مادہ پرستی کے اس دعوے کو عقل کے ذریعے باطل ثابت کرتا ہے کہ مادی اسباب (مثلاً عناصر، ایٹم، یا مادی قوتیں) خود بخود حیات کی تخلیق کر سکتے ہیں۔ لاکھوں متضاد عناصر کا ایک خوردبینی مقام پر بغیر کسی بیرونی "ارادہ" اور

---

[1] بدیع الزماں سعید نورسی، لمعات، ص280

[2] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شرح حجۃ اللہ البالغہ، مکتبہ حجاز، سہارنپور، 2001ء، ج1، ص175

[3] بدیع الزماں سعید نورسی، لمعات، ص278

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

"حکمت" کے منظم ہو کر زندگی کی صورت اختیار کر لینا عقل کے نزدیک اتنا ہی ناممکن ہے جتنا کہ سوئی کے ناکے میں سے ایک ہی وقت میں پہاڑوں کا گزرنا۔ یہ دلیل ثابت کرتی ہے کہ "کثرت" (متضاد عناصر) کا "وحدت" (ایک جاندار وجود) میں بدلنا صرف ایک ایسی واحد ہستی کے ذریعے ممکن ہے جس کے قبضے میں پوری کائنات کے عناصر ہوں اور وہ ان سب پر محیط علم رکھتا ہو۔

3) وجود رکھنے والی چیز اکائی ہے تو اس کے لیے ایک موئثر کو ماننا لازم ہے کیونکہ 'واحد کا صدور واحد سے ہوتا ہے'۔ منظم، موزوں، عمدہ اور جامع زندگی کی مالک تخلیق کی طرف بہرے، جامد، غیر منظم، بے ترتیب، بے قاعدہ اور بے شعور مادی اسباب کے خالق ہونے کی نسبت کرنا سینکڑوں "ناممکنات" اور "محالات" کو قبول کرنے کی طرح ہے۔ اور یہ طبعی اسباب جاندار کے ظاہری جسم تک رسائی رکھتے ہیں، ان کا باطن تک پہنچنا محال ہے جبکہ باطن میں دس گنا زیادہ لطافت و کاملیت ہے اور اسی طرح چھوٹی اور پیچیدہ مخلوق کا ان اسباب کو مکمل طور پر اپنانا ممکن نہیں اس کے باوجود وہ حیرت انگیز تخلیق کی حامل ہیں۔ لہٰذا ان حالات کے ضمن میں مادی اسباب کو خالق ماننا بہرہ پن ہے۔[1]

بدیع الزماں سعید نورسی نے ان محالات کی وضاحت کے ذریعے "نظریۂ انفجار[2]، نظریۂ ارتقاء، اسباب کو خالق ماننے والوں اور مادیت پرستوں کا رد کیا ہے۔ یہ استدلال اس منطقی اصول پر مبنی ہے کہ ایک "واحد" اور منظم وجود (جیسے جاندار) کے لیے ایک ہی شعور رکھنے والی "واحد" علت (Creator) کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ بے شعور اور منتشر مادی اسباب کبھی بھی ایسی جامع وحدت پیدا نہیں کر سکتے۔

(2) دہریت کا رد

کسی چیز کے خود بخود تخلیق ہونے کو بدیع الزماں سعید نورسی نے تین محالات کے ذریعے رد کیا ہے۔

1) انسانی وجود کے ذرات مسلسل متحرک اور کائنات کی دیگر موجودات سے جڑے ہوئے ہیں، اور اپنی بقاء کے لیے کائنات پر انحصار کرتے ہیں۔ اگر ان ذرّات کو اللہ کے ماتحت اور اس کے قوانین کا پابند نہ مانا جائے، تو ماننا پڑے گا کہ ہر ذرے کے پاس خود ایک ایسا علم و بصیرت ہے جو انسان کے ماضی، مستقبل، نسب اور رزق کے سرچشموں تک کا احاطہ کرے۔ لہٰذا چھوٹے ذرّات کو یہ لامحدود قدرت دینا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنا سراسر حماقت ہے۔[3]

بدیع الزماں سعید نورسی نے انسان کو اپنی ذات میں غور و فکر کرنے کا کہا ہے کہ انسان کی بناوٹ ایسے مادے سے ہوئی ہے جو تبدیلی قبول کرتا ہے اور انتہائی منظم ہے اور ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔ آپ نے انسانی جسم کے خلیاتی نظام اور کائناتی توازن کے گہرے ربط کو "دلیلِ تدبیر" کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایک خوردبینی ذرّے کا کائنات کے وسیع نظام کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر کام کرنا اس بات کی حتمی دلیل ہے کہ وہ ذرہ خود مختار نہیں بلکہ ایک ایسی "علیم و قدیر" ذات کا تابع ہے جس کے قبضے میں ماضی، مستقبل اور رزق کے تمام خزانے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں:

"کائنات کا ہر ذرہ ایک 'خودی کا حامل ہے، لیکن یہ خودی ایک 'بڑی خودی' (خدا) کے نظام میں جکڑی ہوئی

---

[1] ایضاً، ص282

[2] بگ بینگ تھیوری

[3] بدیع الزماں سعید نورسی، لمعات، ص282

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

ہے۔ اگر ہم یہ گمان کریں کہ مادہ خود بخود زندگی پیدا کر سکتا ہے یا یہ ذرات اپنی مرضی سے کائنات کے ساتھ رشتہ جوڑتے ہیں، تو یہ حقیقت سے چشم پوشی ہوگی۔ دراصل حیات ایک 'مرکزی ارادے' کا نام ہے جو تمام منتشر ذرات کو ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔[1]"

ڈاکٹر اقبال کے اس قول سے بدیع الزماں سعید نورسی کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ (خواہ وہ کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو) ایک شعوری ترتیب کا حصہ ہے۔ وہ مادیت پرستوں کے اس خیال کو مسترد کرتے ہیں کہ مادہ کوئی بے جان اور خود مختار چیز ہے، بلکہ ان کے نزدیک کائنات کی اصل حقیقت "حیات" اور "ارادہ" ہے، اور تمام مادی ذرّات اس "مرکزی ارادے" کی لڑی میں پروئے ہوئے چھوٹے موتیوں کی طرح ہیں۔

2) دوسرے محال میں بدیع الزماں سعید نورسی نے انسانی جسم کو ایسے محل سے تشبیہ دی ہے کہ جو ہزاروں قبوں پر مشتمل ہو ۔اور ہر قبے میں پتھر معلق ہوں اور ان پتھر کے سہارے کی وجہ سے اسے کسی ستون کی ضرورت نہ ہو۔ اسی طرح انسان کا جسم مختلف اعضاء سے مرکب ہے جو قبوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ہر عضو میں پائے جانے والے ذرّات ایک دوسرے کے معاون اور انتہائی نظم ونسق میں ان پتھر کی طرح ہیں جو اسے ستون کی محتاجی سے بچاتے ہیں۔ اگر یہ ذرات صانع القدیر کے حکم کے تابع نہیں ہے تو ان میں سے ہر ایک ذرّہ کو جسم کے دوسرے ذرّات پر مطلق حاکم ہونا چاہیے۔ اس طرح ہر ذرّہ دوسرے ذرّات کا مطلق محکوم بھی ہونا چاہیے۔ اوران میں سے ہر ایک ذرّہ ایک ہی وقت میں ایک دوسرے کی طرح کا بھی ہونا چاہیے۔ اور حاکمیت کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ایک دوسرے کی ضد بھی ہونا چاہیے۔ اور اسی طرح ہر ذرّہ ان صفاتِ کلیہ کا مرکز و محور ہونا چاہیے۔ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کے لیے خاص ہیں۔ اور اس بات سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر ذرّہ ایک ہی وقت میں کلی طور پر مقید بھی ہوتا ہے اور کلی طور پر مطلق بھی یعنی ہر قید سے آزاد بھی ہوتا ہے۔ تو ایک ایسی بنی ہوئی چیز جو اپنی ذات کے نظم کے سبب یکتا ذات کی قدرت کو ظاہر کر رہی ہے۔ اس کی نسبت غیر محدود ذرّات کی طرف کرنا محال در محال ہے۔[2]

بدیع الزماں سعید نورسی کی یہ تمثیل ثابت کرتی ہے کہ انسانی جسم کے ذرّات کا باہمی توازن اور معلّق پتھروں کی مانند ایک دوسرے کو سہارا دینا، محض ایک "واحد مدبّر" کے حکم سے ممکن ہے، ورنہ ہر ذرّے کو بیک وقت حاکم اور محکوم ماننا عقل کو لایعنی تضادات کے لامتناہی جال میں پھنسانے کے مترادف ہے۔ لہٰذا کائنات کا خود وجود میں آنا محال ہے۔ اور اس کے لیے کسی واحد مدبر کا ہونا لازم ہے۔ اس کی تائید میں آخری نبی ﷺ کا فرمان ہے:

" اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ , وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ"[3]

"اے اللہ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی، تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہوگی۔"

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا کو وجود میں لانے والی ذات ربِ قدیر کی ہے۔ وہی اول ہے یعنی وقت کو تخلیق کرنے والا

[1] سید نذیر، تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ (مترجم)، مکتبہ جدید پریس، لاہور، 1986ء، ص142

[2] بدیع الزماں سعید نورسی، لمعات، ص285

[3] ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب دعاء رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: 3831

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

ہے۔اس سے پہلے وقت کا تصور نہیں تھا۔اسی نے وقت اور دنیا کی تمام مخلوقات کو وجود دیا۔بدیع الزماں سعید نورسی نے اس تصور کے محال ہونے کو بیان کیا ہے کہ:

3) "اگر انسان کے وجود کی نسبت احد اور قدیر ازلی کی طرف نہ کی جائے تو پھر یہ لازم آتا ہے کہ انسان کے جسم میں پائے جانے والے ایک خلیے سے لے کر ہزاروں مرکبات کے برابر نیچر کے صنعت نگار ہونے چاہیے۔"[1]

اس کی مثال بدیع الزماں سعید نورسی نے یہ دی ہے کہ: اگر کوئی اعتقاد رکھتا ہے کہ کتاب ہاتھ سے نقل کی گئی تو پھر اس کام کے لیے ایک ہی قلم کافی ہے کہ اس قلم کو کاتب اپنی علم اور مرضی کے مطابق حرکت دے کر حروف وکلمات اور جملوں کو ترتیب دے سکتا ہے اور جو چاہے لکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ یہ ہاتھ سے نہیں لکھی گئی تو پھر اس کتاب کے ہر ہر حرف کے لیے علیحدہ خصوصی معدنی قلم ہونے چاہیے اور اس طرح کے کلموں کی تعداد اس کتاب کے حروف کے برابر ہونی چاہیے کیونکہ ہر حرف کی شکل بنانے کے لیے قلم بھی اسی ہیئت کا ہونا لازم آئے گا۔اس طرح ہزاروں قلموں کی ضرورت لازم آتی ہے۔اگر اس محال کو مان لیا جائے تو ان تمام قلموں کی ایجاد کے لیے بھی مزید ہزاروں قلموں کا ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ قلم ایجاد کی گئی ہے جس کے لیے موجد کا ہونا ضروری ہے۔یوں جتنی گہرائی میں اترتے چلے جائیں گے۔ معاملہ تسلسل سے آگے چلتا جائے گا۔لہٰذ تسلسل کے پیچھے کوئی نہ کوئی ابتدا ءہے جو خود ابتداء سے پاک ہے۔ کائنات کی پیچیدہ کتاب کو ایک "واحد کاتب" کے بجائے مادی اسباب کے حوالے کرنا تسلسل کے ایسے لایعنی چکر میں پڑنا ہے جس کا منطقی حل صرف ایک ایسی "علتِ اولیٰ" کو ماننے میں ہے جو خود مادی حدود سے پاک ہو۔

(3)نیچریت کارد

اگر یہ کہا جائے کہ یہ چیزیں نیچر کے تقاضے کے تحت ظہور میں آئی ہیں۔ تو چونکہ تمام موجودات اور خاص کر حیات سے بہر آور موجود ات کی تخلیق وایجاد میں مضبوطی، پختگی، حکمت اور بصیرت پائی جاتی ہے۔ اگر اس حکمت وبصیرت کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کرتے ہیں بلکہ نیچر کی طرف کرتے ہیں تو پھر نیچر کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر چیز میں بے حد وحساب ایسی قوت رکھ دے کہ جو تمام کائنات کو پیدا کرنے پر قادر ہو اور ہر چیز میں ایسی حکمت رکھ دے جو کائنات کے تمام معاملات کی تدبیر کرسکے۔اس کی مثال یوں ہے کہ:

1) سورج کی تجلیات کی وجہ سے پانی کے قطروں یا سطحِ زمین پر بکھرے ہوئے شیشے کے ٹکڑوں پر جھلملاتی شعائیں اور کرنیں جنہیں ایک سطحی سوچ رکھنے والا شخص سورج کی مثالی تصویریں سمجھتا ہے۔ اگر عکس کی صورت میں نظر آنے والی کرنوں اور شعاؤں کو حقیقی سورج کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔ تو یہ لازم آئے گا کہ سطحِ آب اور شیشے کے ٹکڑوں میں نظر آنے والا ہر سورج ایک چھوٹا سا طبعی اور فطری سورج ہے۔ جس میں اصلی سورج کی تمام صفات پائی جاتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر سورج شیشے کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے میں واقعی موجود ہے۔یعنی یہ اعتقاد رکھنا لازم ہو جائے گا کہ جتنے شیشے ہیں اتنے ہی سورج ہیں۔[2]

اسی طرح اگر تمام موجودات اور مخلوقات کی نسبت براہِ راست شمسِ ازلی (اللہ) کے اسماء کی تجلیات کی طرف نہ کی جائے۔ تو پھر یہ اعتقاد رکھنا لازم ہو جاتا ہے کہ موجودات اور مخلوقات اور خاص کر ذی حیات کے اندر ایک ایسی قوت اور نیچر کا پایا جانا ضروری ہے جو

[1] بدیع الزماں سعید نورسی، لمعات، ص286

[2] بدیع الزماں سعید نورسی، لمعات، ص287

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

مطلق قوت اور مطلق ارادے کی مالک ہونے کے ساتھ ساتھ مطلق علم وحکمت کی بھی مالک ہو۔اور وہ تمام مخلوقات اور خاص کر زندہ مخلوقات میں تصرّف کرے۔ مطلب یہ ہے کہ پھر ہر موجود چیز کی الوہیت اور ربوبیت قبول کرنی پڑتی ہے جو کہ باطل ہے۔کیونکہ کثرتِ صانع سے ابطالِ خلق لازم آتاہے۔اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ:

2) ایک سادہ لوح، تہذیب وتمدن سے ناآشنا آدمی ایک محل میں داخل ہوتاہے اور محل میں دیکھتاہے کہ اس میں ہر چیز بنائی گئی ہے اور انتہائی منظّم طریقے سے رکھی ہوئی ہے۔ تو اپنی حماقت کی وجہ سے کہتاہے کہ اس محل کی ساخت میں کوئی بیرونی قدرت کام نہیں کررہی۔ بلکہ محل کے اندر ہی کوئی چیز پڑی ہوئی ہے جس نے اس کو بنایاہے۔ لیکن وہ جب مختلف چیزوں کو دیکھتاہے تو کسی چیز کو اس قابل نہیں پاتا کہ جس کی طرف اس محل کے تعمیر کی نسبت کرسکے۔ اچانک اس کی نظر ایک کتاب پر پڑتی ہے جس میں محل کی تعمیر وتشکیل کا طریقہ کار لکھاہوا تھا۔ وہ سوچتاہے کہ یہ کتاب محل میں موجود دیگر اشیاء کے مقابلے میں اس کی تخلیق کے زیادہ لائق ہے۔کیونکہ یہ سائنسی قوانین کاعنوان ہے۔[1]

اسی طرح نیچریوں کی سوچ وفکر رکھنے والا اور انکارِ الوہیت کے راستے پر چلنے والا انسان اس کائنات کو دیکھتاہے تو اسے کائنات کے اندر کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی کہ جو کائنات کو بنانے پر قادر ہو۔ لیکن جب وہ کائنات کی خوبصورتی اور اس کے قوانین کی طرف دیکھتاہے جو کہ ممکنات کے دائرے میں تقدیرِ الٰہی کے لیے لوح المحو والاثبات کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور قدرتِ الٰہی کے قوانین اور کاروائیوں کے عمل درآمد کے لیے کہ ایسی کتاب کاحکم رکھتی ہے۔ جس میں ہر وقت تغیر وتبدل کا عمل جاری ہے۔ تو وہ کہتا کہ اگر ان اشیاء کے لیے صانع کاہونالازم ہے تو اس کتابِ کائنات سے بڑھ کر کوئی نہیں لہٰذا یہی صانع ہے۔ شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے:

> " دلیلِ حیوانات، نباتات، جمادات دیگر افعال میں نمودار ہونے والے حوادثات مثلاً بادل، بارش وغیرہ کا ہم ہر رات دن میں مشاہدہ کرتے رہتے ہیں ان کا انکار نہیں کیاجاسکتا اس لیے کہ ان کے وجود کا ہم مشاہدہ کررہے ہیں پس نہ تو یہ چیزیں ممتنع الوجود ہیں اور نہ ہی واجب الوجود ہیں۔ ممتنع الوجود اس لیے نہیں کہ ان کا وجود پایا جاتا ہے، واجب الوجود اس لیے نہیں کہ واجب الوجود تو عدم کو قبول نہیں کرتا جبکہ یہ عدم کو قبول کرتے ہیں اس لیے کہ پہلے ان کا وجود نہ تھا پھر یہ چیزیں وجود میں آئیں اور جو چیز وجود، عدم دونوں کو قبول کرے اس کو واجب الوجود بالذات نہیں کہاجاسکتا۔"[2]

اس عبارت سے واضح ہوتاہے کہ نیچر واجب الوجود (جس کاوجود لازمی ہو اور موجود نہ ہونا محال) نہیں ہوسکتی۔ جب یہ واجب الوجود نہیں ہے تو یہ دوسری اشیاء خاص طور پر انسان اور اتنی بڑی کائنات کو کیسے وجود دے سکتی ہے۔ کیونکہ جو شئے خود موجود نہیں ہوگی وہ کسی دوسری شئے کو کیسے وجود میں لائے گی۔ اور جب اشیاء وجود میں نہیں آئیں گی تو کائنات کا تصور ہی نہ رہے گا۔ لہٰذا خالق کے لیے واجب الوجود ہوناضروری ہے جو کہ ہمہ وقت تخلیق کے عمل کو جاری رکھے۔

جس وہمی اور خیالی نیچر کے ساتھ ملحدین چمٹے ہوئے ہیں وہ حقیقت میں کوئی چیز نہیں ہے، اگر اس کاوجود ماناجائے تو ہر موجود کے لیے

[1] بدیع الزماں سعید نورسی، لمعات، ص287

[2] علامہ ابن ابی العز الحنفی، شرح عقیدہ طحاویہ، ضیاء السنہ، فیصل آباد، 1988، ص150

صانع کا ہونا ضروری ہے۔ تو پھر صانع کی یہ صنعت فطری قانون ہو سکتا ہے خود قانون ساز نہیں، مجموعۂ قوانین ہو سکتا ہے لیکن خود صاحبِ قدرت نہیں۔ لہٰذا نیچر کا وجود بھی صانع کے وجود کی دلیل ہے۔ بدیع الزماں سعید نورسی کی یہ تمثیلات دراصل "دلیلِ تجلی" اور "دلیلِ نظم" کا بہترین مجموعہ ہیں، جو نیچر پرستی کے کھوکھلے پن کو عقلی طور پر بے نقاب کرتی ہیں۔ کائنات کی ہر شے میں پایا جانے والا کمال، حسن اور نظم دراصل "شمسِ ازلی" (اللہ) کی صفات کا مظہر ہے۔ جس طرح شیشے کے ٹکڑوں میں چمکنے والا سورج اپنا ذاتی وجود نہیں رکھتا بلکہ آسمانی سورج کا محتاج ہے، اسی طرح اگر ہم کائنات کے ذرّات اور نیچر کو خود مختار خالق مان لیں، تو ہمیں ہر حقیر ذرے کو "علیم، قدیر اور حکیم" تسلیم کرنا پڑے گا، جو کہ عقل کی سب سے بڑی توہین اور "باطلِ محض" ہے۔ محل اور سائنسی دستور کی مثال سے انہوں نے اس مغالطے کو دور کیا ہے کہ قوانینِ فطرت خود خالق ہو سکتے ہیں؛ قانون صرف کام کرنے کا طریقہ بتاتا ہے، وہ خود کام کرنے والی "قوت" یا "ارادہ" نہیں ہوتا۔ لہٰذا، قوانینِ فطرت کو خالق ماننا ایسا ہی ہے جیسے نقشۂ تعمیر کو خود معمار سمجھ لینا، جو کہ ایک ناسمجھ انسان ہی کر سکتا ہے۔

زیرِ نظر تحقیق میں الحاد کی تاریخ، لغوی و اصطلاحی معنی اور قرآن کے پانچ اہم دلائل (ردِ عدمیت، مادیت، دہریت، احتجاج، تسلسل) کے ذریعے الحادی افکار کا رڈ بیان کیا گیا ہے۔ خاص طور پر یہ واضح کیا گیا ہے کہ سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد ترکی میں سیکولرازم کے فروغ کے رد عمل میں بدیع الزماں سعید نورسی نے رسائلِ نور کے ذریعے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی۔ بدیع الزماں سعید نورسی نے روایتی فلسفیانہ بحث کے بجائے مشاہداتی اور فطرت پسندانہ منہج اپنایا، جہاں کائنات کو ایک کتاب سے تشبیہ دے کر مادیت، دہریت اور نیچریت جیسے تین بڑے الحادی نظریات کو کئی محالات و ناممکنات کے ذریعے عقلی طور پر باطل ثابت کیا۔ آخر میں شرح عقیدہ طحاویہ کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نیچر یا مادہ خود واجب الوجود نہیں، اس لیے کائنات کی تخلیق کے لیے ایک واجب الوجود ذاتِ خالق کا ہونا عقلاً ضروری ہے۔